عشق حقیقی کا روح پَرور منظر!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علٰی عبادہٖ الذین اصطفی

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے پانچواں رکن ہے، جس کی فرضیت قرآن کریم اور سنت نبویہؐ سے ثابت ہے۔ حج صاحبِ استطاعت مسلمان، عاقل، بالغ، آزاد مرد وعورت پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ جس پر حج فرض ہو جائے، اُسے اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا چاہیے، بلا عذر تاخیر کرنا یا ہر سال اُسے ٹالتے رہنا بہت بڑی خیر سے محرومی کا باعث ہے، اس لیے کہ نہ معلوم اُسے کوئی ایسا عذر پیش آجائے کہ جس کی وجہ سے وہ زندگی بھر حج پر نہ جاسکے، یا کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ یہ جمع شدہ سرمایہ سارا اس میں لگ جائے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: مامن عبد ولاأمة یضن بنفقة ینفقها فیما یرضی اللّٰہ إلا أنفق أضعافها فیما یسخط اللّٰہ وما من عبد یدع الحج لحاجةٍ من حوائج الدنیا إلا رأی المخلفین قبل أن تقضی تلک الحاجة یعنی حجة الإسلام وما من عبد یدع المشی فی حاجة أخیه المسلم قُضِیَتْ أو لَمْ تُقْضَ إلا ابتلی بمعونة من یأثم علیه ولایؤجر فیه‘‘۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۹)

ترجمہ: ’’حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا گیا کہ جو کوئی بھی مرد یا عورت کسی ایسے خرچ میں بخل کرے جو اللہ کی رضا کا سبب ہو تو وہ اس سے بہت زیادہ ایسی جگہ خرچ کرے گا جو اللہ کی ناراضی کا سبب ہو اور جو شخص کسی دنیوی غرض سے حج کو جانا ملتوی کرے گا، وہ اپنی اس غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آگئے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی مدد میں پاؤں ہلانے سے گریز کرے گا، اس کو کسی

گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا، جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو‘‘۔

یہ حدیث سند کے اعتبار سے اگرچہ کمزور ہے، لیکن ایسے امور میں ضعیف روایت ذکر کی جاتی ہے۔ اور تجربہ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ جو لوگ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے کتراتے ہیں، اکثر ان کا مال ایسی جگہوں پر خرچ ہوجاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہوتی ہیں، اس لیے حج فرض ہونے کے بعد اس میں تاخیر نہ کریں۔

اب یہ کہ حج کرنے پر کیا انعامات ملتے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں کئی انعامات گنوائے ہیں، مثلاً: جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے حج کیا، اس میں کوئی دنیوی غرض، شہرت، ریا، نمود ونمائش، وغیرہ کو شامل نہ کیا اور اپنے حج کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے محفوظ رکھا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکرام کا معاملہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک اور صاف ہوگیا جس طرح کہ نومولود بچہ گناہوں کی کثافت اور میل کچیل سے صاف ہوتا ہے۔ اور نیکیوں والے حج کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی صرف جنت ہے۔ نیکیوں والے حج سے مراد یہ ہے کہ سفر حج میں لوگوں کو کھانا کھلائے، ان سے نرم گفتگو کرے اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرے۔ جب کوئی ان صفات اور اعمال سے حج کرے گا تو ایسا حج ان سب کوتاہیوں اور قصوروں کا خاتمہ کردیتا ہے، جو حج سے پہلے کیے ہوں۔ حج کرنے والا جب ’’**لبیک اللّٰھم لبیک ، لبیک لاشریک لک لبیک، إن الحمد والنعمة لک والملک لاشریک لک** ‘‘ کی صدا لگاتا اور یہ تلبیہ پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو درخت، پتھر اور ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں، وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح یہ سلسلہ اس کی دائیں، بائیں کی زمین کی انتہا تک چلتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

’’**وعن زاذان رضی اللّٰہ عنه قال: مرض ابن عباسؓ مرضًا شدیدًا فدعا ولدہٗ فجمعھم، فقال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: من حج من مکة ماشیًا حتّٰی یرجع إلٰی مکة کتب اللّٰہ لہٗ بکل خطوة سبعمائة حسنة، کل حسنة مثل حسنات الحرم، قیل لہٗ: وماحسنات الحرم؟ قال: بکل حسنة مائة ألف حسنة**‘‘۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۶)

ترجمہ: ’’حضرت زاذان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عباسؓ بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اپنے بیٹوں کو بلواکر جمع کیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے مکہ سے چل کر پیدل حج کیا، یہاں تک کہ مکہ واپس آگیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں سات سو نیکیاں لکھتے ہیں، ہر نیکی حرم کی نیکیوں کی طرح ہوتی

ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ: حرم کی نیکیاں کیسی ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں''۔

جو حجاج کرام سفرِ حج میں شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، مثلاً: دورانِ سفر نماز باجماعت کی پابندی کرتے ہیں، مرد ہوں یا خواتین اپنی نظروں کی حفاظت کرتے ہیں، اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے، اپنے ساتھیوں سے جھگڑا نہیں کرتے، احرام کی تمام پابندیوں اور ممنوعاتِ احرام کی رعایت رکھتے ہیں، خواتین پردہ کا اہتمام کرتی ہیں، حرمین کے تقدس کو پامال نہیں کرتے، حج کے ہر ہر رکن، ہر ہر واجب اور ہر ہر سنت کو اس کی روح کے مطابق ادا کرتے ہیں تو ایسے حجاج کرام کی نہ صرف یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مغفرت فرمادیتے ہیں، بلکہ ایسے حجاج کرام جس کے لیے دعا کردیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے:

'' **وعن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: یغفر للحاج، ولمن استغفر له الحاج**''۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۷)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاجی کی بخشش کردی جاتی ہے اور اس کی بھی بخشش کردی جاتی ہے، جس کے لیے حاجی بخشش مانگے''۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اپنے بندوں پر کتنا احسان وانعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا تو ان کے ساتھ اس بیت اللہ کو بھی آسمان سے اُتارا، اور وہ اس وقت ایسا صاف اور شفاف تھا کہ اس کے باہر سے دیکھنے والوں کو اس گھر کے اندر کی چیز نظر آتی تھی اور اندر سے دیکھنے والوں کو باہر کی چیز نظر آتی تھی اور یہ اس لیے اُتارا کہ جس طرح ملائکہ میرے عرش کا طواف اور اس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے ہیں، اسی طرح زمین والے بھی اس گھر کا طواف کریں اور اس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھیں، اور پھر اس جنت سے آئے گھر کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے زمانہ میں آسمان پر اُٹھالیا، اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام اس گھر کا طواف اور حج تو کیا کرتے تھے، لیکن اُنہیں اس کی جگہ معلوم نہ تھی، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی جگہ بتلائی تو انہوں نے ان پرانی بنیادوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر تعمیر کیا، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں منقول ہے:

'' **وعن عبداللّٰه بن عمرو رضی اللّٰه عنهما قال: لما أهبط اللّٰه آدم علیه السلام من الجنة قال: إنی مهبط معک بیتًا، أو منزلًا یطاف حوله كما یطاف حول عرشی، ویصلی عندهٗ كمایصلی عند عرشی، فلما كان زمن الطوفان رُفِعَ، وكان الأنبیاءُ یحجونه، ولا یعلمون مكانهٗ فَبَوَّأَهٗ لإبراهیم علیه الصلٰوة**

والسلام فبناه من خمسة أجبل: حراء، وثبير، ولبنان، وجبل الطور، وجبل الخير، فتمتعوا منه مااستطعتم''۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۶۸)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نیچے اُتارا تو فرمایا: میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اُتار رہا ہوں، جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا، جیسے میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی، جیسے میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ طوفان کے زمانہ میں اُسے اٹھالیا جاتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اس کا حج کیا کرتے تھے اور اس کی جگہ کا اُنہیں علم نہ تھا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وہاں ٹھہرایا، پھر انہوں نے اُسے پانچ پہاڑوں (کے پتھروں) سے اُسے تعمیر کیا: حراء، ثبیر، لبنان، جبلِ طور اور جبلِ خیر، لہٰذا تم سے جتنا ہوسکے اس سے فائدہ اُٹھاؤ''۔

اب یہ کہ حاجی کو اللہ تعالیٰ کے گھر کے طواف، صفا اور مروہ کے درمیان سعی، عرفات کے میدان میں وقوف، رمی جمار، قربانی، طوافِ زیارت وغیرہ جیسے اعمال پر کیا ملتا ہے، اس کے لیے آپ درج ذیل حدیث کو پڑھیں اور اپنے دل کو ٹھنڈا کریں:

''وروى ابن عمر رضى الله عنهما قال: كنت جالسًا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى مسجد منًى، فأتاه رجل من الأنصار، ورجل من ثقيف، فسلَّما ثم قالا: يارسول الله! جئنا نسألک، فقال: إن شئتما أخبرتكما بما جئتما تسألانى عنه فعلتُ، وإن شئتما أن أمسک وتسألانى فعلت؟ فقالا: أخبرنا يارسول الله! فقال الثقفى للأنصارى: سل، فقال: أخبرنى يا رسول الله! فقال: جئتنى تسألنى عن مخرجک من بيتک تؤم البيت الحرام، ومالک فيه، وعن ركعتيک بعد الطواف ومالک فيهما، وعن طوافک بين الصفا والمروة ومالک فيه، وعن وقوفک عشية عرفة ومالک فيه، وعن رميک الجمار ومالک فيه، وعن نحرک ومالک فيه مع الإفاضة، فقال: والذى بعثک بالحق لَعَنْ هٰذا جئت أسألک. قال: فإنک إذا خرجت من بيتک تؤم البيت الحرام لاتضع ناقتک خفًّا ولاترفعه إلا كتب الله لک به حسنة، ومحا عنک خطيئة وأما ركعتاک بعد الطواف كعتق رقبة من بنى اسمٰعيل عليه السلام، وأما طوافک بالصفا والمروة كعتق سبعين رقبة، وأما وقوفک عشية عرفة، فإن الله

یهبط إلی سماء الدنیا فیباهی بکم الملائکة یقول: عبادی جاء ونی شعثًا من کل فج عمیق یرجون جنتی، فلو کانت ذنوبکم کعدد الرمل، أو کقطر المطر، أو کزبد البحر لغفرتُها، أفیضوا عبادی مغفوراً لکم، ولمن شفعتم لهٗ، وأما رمیک الجمار فلک بکل حصاة رمیتها تکفیر کبیرة من الموبقات، وأما نحرک فمذخور لک عند ربک، وأما حلاقک رأسک فلک بکل شعرة حلقتها حسنة، ویمحٰی عنک بها خطیئة وأما طوافک بالبیت بعد ذٰلک، فإنک تطوف ولاذنب لک، یأتی ملک حتّٰی یضع یدیه بین کتفیک فیقول: اعمل فیما تستقبل فقد غفر لک مامضٰی ''۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲،ص:۱۷۰تا۱۷۶)

یعنی: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا کہ حضور! ہم کچھ دریافت کرنے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ: آپ ہی ارشاد فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے؟ اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ اور عرفات پر ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے کا اور طوافِ زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: اس پاک ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے یا اٹھاتی ہے، وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے، جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے۔ اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے پراگندہ بال آئے ہوئے ہیں، میری رحمت کے اُمیدوار ہیں۔ اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، تب بھی میں نے معاف کردیئے۔ میرے بندو! جاؤ، بخشے بخشائے چلے جاؤ، تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو، ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ: شیطان کے کنکریاں

مارنے کا حال یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ میں ایک بڑا گناہ جو ہلاک کردینے والا ہو معاف ہوتا ہے، اور قربانی کا بدلہ اللہ کے یہاں تمہارے لیے ذخیرہ ہے، اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اس سب کے بعد جب آدمی طوافِ زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر، تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے‘‘۔

خلاصہ یہ کہ حج کرنے والا اپنے معبود سے عشق حقیقی اور سچی محبت کا خوب خوب مظاہرہ کرتا ہے، وہ اس طرح کہ عاشقوں کا کام ہی یہ ہوتا ہے، وہ سب تعلقات ختم کرکے گھر بار، عزیز واقارب، دوست احباب، شہر اور وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کوئے یار کی طرف روانہ ہو جاتا ہے، اس کے لیے سفر کے مصائب اور شدائد میں بھی مزہ ہی آتا ہے:

اذیت ، مصیبت ، ملامت ، بلائیں
تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا

حجاج کرام بھی اپنا سب کچھ چھوڑ کر ایک اللہ کی محبت میں سرشار ہوکر دیوانہ وار اللہ کے گھر کی طرف لپکتے اور پہنچتے ہیں، احرام کی حالت میں عاشقانہ رنگ لیے ہوئے نہ سر پر ٹوپی، نہ بدن پر کُرتہ، نہ خوشبو، نہ زینت، ایک فقیرانہ صورت اور ایک مجنونانہ ہیئت جو کرب و بے چینی کے کمال کو خوب خوب ظاہر کرتی ہے:

نہ رکھ لباس کا اُلجھاؤ تن پہ دست جنوں
کیا چاک گریباں تو پھاڑ دامن بھی

جب حاجی اللہ تعالیٰ کے گھر پہنچتا ہے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بن جاتی ہے اور بزبانِ حال حاجی یہ کہتا ہے:

نالہ کرلینے دیں للہ نہ چھیڑیں احباب
ضبط کرتا ہوں تو تکلیف سوا ہوتی ہے

اور کہتا ہے:

جذبِ دل نے آج کوئے یار میں پہنچا دیا
جیتے جی میں گلشن جنت میں آ گیا

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو حج کی سعادت سے بہرہ مند فرمائیں، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین